127791 ـ بیوی زبان درازی کرتی اور سوء معاشرت سے پیش آتی ہے اور خاوند ترک نماز کے لیے ذریعہ اس کا علاج کرتا ہے کہ تقدیر میں یہی لکھا ہے!!

سوال

میں شیطانی چالوں سے کس طرح چھٹکارا حاصل کر سکتا ہوں، میری بیوی زبان دراز اور بری زبان والی ہے، میں نے کئی بار اسے طلاق دینے اور اسے چھوڑنے کا سوچ چکا ہوں پھر میں اپنی تقدیر کے بارہ میں سوچ کر کہتا ہوں:
اللہ سبحانہ و تعالی نے میرے لیے یہ حالت کیوں اختیار کي ہے ؟!
اور اس کے نتیجہ میں نماز چھوڑ دیتا ہوں، پھر اللہ سے استغفار کر کے توبہ کرتا ہوں، برائے مہربانی آپ مجھے کیا نصیحت کرتے ہیں، اور کیا تقدیر کے مسئلہ کی شرح کر سکتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہمارے بھائی: جو آپ کہہ رہے ہیں آپ کی یہ منطق نہ تو شرعی طور پر قابل قبول ہے اور نہ ہی عقلی طور پر، ہمارے خیال میں اگر آپ کسی برے ماحول میں ملازمت کرتے ہوں اور آپ کا افسر آپ کی توہین کرتا ہو اور آپ کی تحقیر کرے یا پھر آپ کی حق تلفی کرے، یا آپ کو طاقت سے زیادہ کام کرنے کا کہے تو ہمارے خیال میں آپ یہ ملازمت اس دلیل سے نہیں کرتے رہیں گے کہ اللہ تعالی نے آپ کی تقدیر میں یہی حالت لکھی ہے"!

بلکہ ہمارے خیال میں تو آپ بغیر کسی افسوس کے اپنی یہ ملازمت ترک کر کے کوئی اور کام تلاش کریں گے تا کہ اپنی عزت کی حفاظت کرسکیں کیا واقعتا ایسا ہی نہیں؟

اور ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ اگر آپ کے پڑوسی برے ہوں جو آپ سے برا سلوک کرتے ہوں، اور آپ کی تانک جھانک کرتے ہوں اور دن اور رات ہر وقت تکلیف واذیت سے دوچار کریں تو آپ بغیر کسی افسوس کے اپنے اس گھر کو چھوڑ کر کہیں اور رہائش اختیار کر لیں گے، اور اس دلیل کے ساتھ اسی پڑوسی کے ساتھ نہیں رہیں گے کہ اللہ تعالی نے آپ کے لیے یہی حالت اختیار کی ہے ؟ کیا واقعتا ایسا ہی نہیں ہے ؟

ان دونوں معاملوں اور برے اخلاق کی بیوی ہونے میں کیا فرق ہے کہ آپ کی بیوی زبان دراز ہے اور سوء معاشرت کرتی ہے، وہ آپ کے نکاح میں ہے ہر وقت آپ اسے دیکھتے ہیں اور وہ آپ کو دیکھتی ہے، اور پھر اسی پر بس نہیں

بلکہ آپ اس کے ساتھ اور وہ آپ کے ساتھ سوتی ہے؟!

جو چیز آپ کو اپنے برے افسر کے ساتھ رہنے کی تبدیل کرنے کا باعث بنتی ہے، اور آپ کے برے پڑوسی کے ساتھ رہائش تبدیل کرنے کا باعث بنتی ہے وہی چیز آپ کے لیے سوء معاشرت کرنے والی بیوی کی تبدیلی کا باعث بن رہی ہے اس میں کوئی فرق نہیں.

تو کیا کوئی عقلمند یہ قبول کر سکتا ہے کہ بیوی کے معاملہ تو تقدیر کی دلیل دی جائے اور پھر یہی چیز ہر معاملہ نہ کي جائے ! حالانکہ جو کچھ بھی اوپر بیان ہوا ہے اس میں آپ کو اختیار حاصل ہے کہ آپ اپنی ملازمت میں رہیں یا پھر چھوڑ دیں، یا اپنی رہائش میں برے پڑوسی کے ساتھ ہی رہیں یا اسے چھوڑ دیں.

اسی طرح آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ آپ اپنی بیوی کے ساتھ رہیں یا پھر اسے چھوڑ دیں، آپ اپنے لیے جو بھی اختیار کریں اللہ سبحانہ و تعالی آپ کو اس پر مجبور نہیں کریگا، بلکہ آپ اپنے لیے اختیار کرنے کا حق رکھتے ہیں اور آپ کو اس کا نتیجہ بھی اکیلے ہی برداشت کرنا ہوگا.

ہمارے لیے ممکن تھا کہ جس تقدیر کے معاملہ میں آپ نے بات کی ہے اس میں مناقشہ اس وقت کرتے جب شکایت کرنے والی بیوی ہوتی جو کہ اپنے معاملہ کی مالك نہیں اور اپنے خاوند سے بغیر طلاق کے علیحدہ ہونے کی استطاعت نہیں رکھتی کہ جب تك خاوند اسے طلاق نہ دے وہ علیحدہ نہیں ہو سکتی.

اور ہو سکتا ہے کہ اگر وہ ایسا کر سکتی تو اس کا انجام اور اس کے نتیجہ میں اس اپنا انجام کیا ہوتا اسے سوچ کر یا پھر گھر اور ٹھکانہ کھو جانے کی بنا پر وہ ایسا کرنے سے رك جاتی یعنی زبان درازی چھوڑ دیتی.

لیکن شکایت کرنے والا تو خود خاوند ہے تو ایك شاعر کا قول اس پر کتنا ہی لاگو ہوتا ہے:

شکایت کرنے والے تجھے کو کوئی تکلیف اور بیماری نہیں، جب تم بیمار ہوئے تو پھر کیسی حالت ہو گی!!

پھر یہ بتائیں کہ بیوی کی سوء معاشرت اور بدزبانی میں نماز کا دخل کیا ہے، کہ آپ نماز ادا کرنا چھوڑ دیں، کم از کم آپ نماز کی ادائیگی پر قائم کیوں نہیں رہے کہ اللہ تعالی نے آپ کے لیے یہی حالت اختیار کی ہے!

سبحان اللہ ابلیس نے کس طرح آپ کو اپنے شکنجہ میں قابو کر لیا کہ آپ نے وہ نماز چھوڑ دی جس کے چھوڑنے کو شریعت مطہرہ کفر قرار دیتی ہے! حالانکہ آپ کو نماز ترك کرنے کا کوئی اختیار بھی نہیں تھا.

آپ نے اس بیوی کو اپنے پاس ہی رکھا جسے شریعت نے طلاق دینا مشروع کیا تھا، کہ آپ نے جو حالت بیان کی ہے اس حالت میں بیوی کو طلاق دینا مشروع ہے؟!

لہذا جس میں آپ کو چھوڑنے کا اختیار تھا آپ نے اسے تقدیر کی دلیل دے کر اپنے پاس ہی رکھا، اور جسے ترک کرنے کا آپ کو کوئی اختیار تك نہ تھا اسے چھوڑ دیا، نہ تو آپ نے تقدیر کی دلیل لی اور نہ ہی شریعت کی!

اللہ تعالی کی شریعت مطہرہ سے یہ کونسی غفلت ہے، اور شیطان نے آپ کو کس طرح شکنجہ میں قابو کر لیا ہے ؟!

دوم:

ہمارے سوال کرنے والے بھائی: اب آپ پر واجب ہوتا ہے کہ آپ ایك نماز بھی ترك نہ کریں، اور جو کچھ ہو چکا اس کبیرہ گناہ پر توبہ و استغفار کریں جو عظیم معصیت کر چکے ہیں اس سے معافی مانگیں، اور اللہ سبحانہ و تعالی کے احکام اور نماز کی تعظیم کرنے اور بجا لانے پر اپنی تربیت کریں.

کیونکہ نماز دین اسلام کا ایك عظیم رکن اور ستون ہے؛ بلکہ یہ تو ایك ایسا عظیم فرض ہے جو اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنےبندوں پر توحید کے بعد فرض کیا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یہ سن لیا اب اور سنو اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے الحج (32).

اللہ کے بندے کیا آپ کو علم نہیں کہ نماز کی ادائیگی اور پابندی کرنے سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غم و پریشانی دور ہوتی تھی:

حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی پریشانی ہوتی یا غم پہنچتا تو آپ نماز ادا کرتے "

مسند احمد حدیث نمبر (22788) سنن ابو داود حدیث نمبر (1319) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اسے حسن قرار دیا ہے.

ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یعنی جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم کام پیش آتا یا پھر کوئی غم پہنچتا تو آپ نماز ادا کرتے " انتہی

دیکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم کام پیش آتا یا پھر آپ پریشان غمزدہ ہوتے تو کس طرح نماز کی طرف بھاگتے، لیکن آپ نماز کی ادائیگی سے دور بھاگتے ہیں، بہت تعجب اور افسوس کی بات ہے !!

تارك نماز كا تفصيلى حكم ديكهنے كے ليے آپ سوال نمبر (5208) كے جواب كا مطالعہ كريں.

سوم:

آپ كے علم ہونا چاہيے كہ شريعت مطہرہ نے نيك و صالح اور دين والى عورت سے نكاح كرنے كى ترغيب دلائى ہے اور پھر رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ہميں بتايا كہ بيوى اختيار كرنے ميں مرد حضرات مختلف مقاصد ركھتے ہيں.

كوئى تو خوبصورتى و جمال كى مالك بيوى تلاش كرتا ہے، اور كوئى حسب و نسب اور اونچے خاندان كى لڑكى تلاش كرتا ہے، اور كوئى مال و دولت كے پيچھے بھاگتا ہوا مالدار عورت تلاش كرنے كى كوشش كرتا.

ليكن نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے وصيت فرمائى كہ نيك و صالح اور دين والى عورت سے نكاح كيا جائے، يہاں آپ كى تقدير والى دليل كہاں گئى كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم تو نصيحت كر رہے ہيں كہ كوشش اور تلاش كے بعد ايسى عورت سے شادى كرو جس سے تمہارى دنياوى زندگى سعادت والى بنے، اور جو عورت تمہارى عزت و ناموس اور مال و اولاد كى بھى حفاظت كرے؟!

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" عورت سے چار اسباب كى بنا پر نكاح كيا جاتا ہے: عورت كے مال و دولت كى بنا پر، اور اس كے حسب و نسب كى وجہ سے، اور اس كے جمال و خوبصورتى كى بنا پر، اور عورت كے دين كى وجہ سے، تيرے ہاتھ خاك آلود ہوں تو دين والى عورت تلاش كر "

صحيح بخارى حديث نمبر (4802) صحيح مسلم حديث نمبر (1466).

آپ نيك و صالح بيوى كے اوصاف معلوم كرنے كے ليے سوال نمبر (71225) كے جواب كا مطالعہ كريں.

اسى طرح عورت كو بھى يہى حكم ہے، يہ نہيں كہ ان كى بيٹى كا جو بھى پہلے رشتہ مانگنے آئے وہ اسى كے ساتھ اس كى شادى كر ديں، بلكہ انہيں اس شخص كے دين كے بارہ ميں دريافت كرنا چاہيے، اور اس كے اخلاق كے بارہ ميں بھى معلوم كرنے كى كوشش كريں، اگر اس ميں صرف تقدير ہى ہوتى تو پھر انہيں اس ميں كوئى اختيار حاصل نہ ہوتا.

كيونكہ لڑكيوں كے اولياء كو حكم ہے كہ وہ اپنى بيٹيوں كا نكاح ايسے شخص كے ساتھ كريں جن كا اخلاق اور دين اچھا ہو، اس ليے آپ كو اس پر متنبہ رہنا چاہيے.

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم سے کوئی ایسا شخص رشتہ طلب کرے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کے ساتھ (اپنی لڑکی کی) شادی کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں وسیع و عریض فساد بپا ہو جائیگا "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1084) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1967) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور پھر اگر معاملہ صرف تقدیر کا ہی ہوتا تو طلاق مشروع نہ کی جاتی، بلکہ بیوی تو اپنے خاوند کی تقدیر بن جاتی اور خاوند اپنی بیوی کی تقدیر ہوتا، وہ دونوں موت تك آپس میں اکٹھے رہتے اور کبھی علیحدہ ہی نہ ہوتے!

یہ اللہ تعالی کی شرع نہیں بلکہ ہمارے پروردگار عزوجل نے تو طلاق مشروع کی ہے، اور بعض اوقات اسے مستحب قرار دیا ہے، بلکہ بعض اوقات تو طلاق کو واجب قرار دیا ہے.

بلکہ یہی نہیں اگر بیوی غیر محرم مردوں سے دوستیاں لگاتی ہو اور ان سے میل جول رکھتی ہو اور خاوند اسی حالت میں ایسی بیوی کو اپنے پاس رکھے تو وہ دیوث اور بے غیرت کہلائیگا.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے عورت کے لیے خلع حاصل کرنا مشروع کیا ہے، اس لیے عورت کو حق حاصل ہے کہ اگر اس کا خاوند صحیح نہیں اور شریعت الہی پر عمل پیرا نہیں ہوتا، یا پھر بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا اور اسے طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے تو وہ ایسے خاوند سے خلع حاصل کر سکتی ہے، اس طرح کے شرعی قوانین و اصول میں پھر تقدیر کہاں گئی ؟!

آپ سوال نمبر (1804) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ اس میں اس مسئلہ کا رد پیش کیا گیا ہے کہ آیا شریك حیاۃ بندے کا اختیار ہے یا کہ اللہ کی جانب سے قضاء و قدر ؟.

اور سوال نمبر (49004) کے جواب کا مطالعہ بھی اشد ضروری ہے کیونکہ اس میں ہم نے تقدیر کے مراتب اور اس کے دلائل تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں.

چہارم:

آخری بات یہ ہے کہ:

1 ـ آپ نے جو نمازیں ترك کر کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے اس پر اللہ سبحانہ و تعالی سے توبہ و استغفار کریں.

2 ـ آئندہ ایسا مت کریں.

3 ـ اپنے برے تصرف اور غلط کام اور عاجز ہونے کو تقدیر کی طرف منسوب مت کریں، بلکہ آپ اسے اپنی جانب منسوب کریں کیونکہ اس نے اسے اختیار کیا ہے.

4 ـ اپنی بیوی کو اچھے اور نرم طریقہ سے وعظ و نصیحت کریں کہ وہ اللہ کا تقوی اور ڈر اختیار کرے جو اس کا پروردگار ہے اور ازدواجی زندگی میں جو واجبات ہیں انہیں اچھی طرح ادا کرے، اور آپ کے ساتھ بدزبانی اور بدکلامی اور سوء معاشرت سے باز آ جائے.

5 ـ بیوی کو وعظ و نصیحت کرنے اور سمجھانےکے لیے اس کے خاندان میں سے عقل و دانش رکھنے والے افراد کو درمیان میں لائیں.

6 ـ اگر یہ سب کچھ فائدہ نہ دے تو پھر آپ اسے طلاق دینے میں کوئی تردد نہ کریں.

7 ـ اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے، اور اس کے لیے آپ اللہ سبحانہ و تعالی سے مدد کی درخواست کریں.

اور آپ کو اللہ نے بیوی کی تلاش میں جو اختیار دیا ہے اس میں اسباب کی مدد سے دین والی عورت کو اختیار کریں.

8 ـ بیوی کو اختیار کرنے سے قبل نماز استخارہ ضرور ادا کریں.

نماز استخارہ کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (2217) اور (11981) کے جوابات میں ملے گی آپ ان کا ضرور مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .